سوال

صحابہ کرام طلاق کیوں دیا کرتے تھے حالانکہ بنیادی طور پر طلاق دینا منع ہے ؟

جواب

لحمد للہ.

طور پر بلاوجہ طلاق دینا منع ہے، اس لیے طلاق کا اصل حکم یا تو حرمت کا یا کراہت کا ہے؛ کیونکہ طلاق نعمتِ نکاح کی ناشکری ہے، پھر اس پر بیوی اور بچوں کے حوالے سے مرتب ہونے والے نتائج بھی عام طور پر اچھے نہیں ہوتے۔

ی"(8/235) میں کہتے ہیں :

ے۔

قاضی رحمہ اللہ کہتے ہیں : اس بارے میں دو روایات ہیں : پہلی یہ کہ طلاق دینا حرام ہے؛ کیونکہ اس سے خود خاوند کو اور اسی طرح بیوی دونوں کو نقصان ہوتا ہے، اور طلاق کی وجہ سے نکاح سے حاصل ہونے والے مثبت فوائد مفقود ہو جاتے ہیں، اس لیے طلاق دینا ایسے ہی حرام ہے جیسے اپنی دولت کو تلف کر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : (نہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی کسی دوسرے کو نقصان پہنچاؤ)

س لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : (اللہ تعالی کے ہاں ناپسندیدہ ترین حلال عمل طلاق ہے۔) اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ : (طلاق سے بڑھ کر اللہ تعالی نے کسی ناپسندیدہ چیز کو حلال نہیں فرمایا۔) ابو داود۔

ناپسندیدہ ترین تب ہوگی جب بلاوجہ دی جائے، تاہم ناپسندیدہ ہونے کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حلال قرار دیا ہے۔
طلاق کے مکروہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ : طلاق سے نکاح کے مثبت فوائد معدوم ہو جاتے ہیں، اس لیے طلاق دینا مکروہ ہوگا۔ " ختم شد

ی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

شد

"مجموع الفتاوی" (32/293)

ام سے متعلق کثرت کے ساتھ طلاق دینے کے بارے میں یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اس کی وجہ میاں بیوی کے درمیان نفرت پیدا ہو جانا، یا کسی اخلاقی یا جسمانی عیب کے متعلق بعد میں معلوم ہونا وغیرہ، نیز ان کے عہد میں طلاق کے منفی نتائج بہت کم تھے، تو ایسا ممکن تھا کہ ایک عورت کو کئی بار طلاق ہو اور پھر

یہ ہے کہ صحابہ کرام میں کثرت کے ساتھ طلاق دینے کا رواج نہیں تھا، یہ تو چند صحابہ کرام کے بارے میں مشہور ہوا ہے، اور لوگ انہیں رشتہ پیش کرتے ہوئے عار محسوس نہیں کرتے تھے، حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ وہ طلاق دے دیتے ہیں! اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کی طلاق سے عورت کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ت

تو لوگ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو رشتہ اس لیے پیش کیا کرتے تھے کہ ان کا تعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خانوادے سے بن جائے۔ تو دیگر لوگوں کو بھی مختلف اسباب کی وجہ سے بیاہ دیا کرتے تھے حالانکہ انہیں علم ہوتا تھا کہ طلاق کا امکان بھی ہے۔

سب باتیں اس وقت ہیں جب صحابہ کرام سے متعلق آنے والی اس قسم کی روایات صحیح ثابت ہوں، وگرنہ در حقیقت ایسی اکثر روایات تاریخی اور بے سند ہیں۔

ہ : 27 میں لکھتے ہیں :

ں۔

ے 70 خواتین سے نکاح کیا، جبکہ بعض میں 90، 250 اور 300 کا بھی ذکر ملتا ہے بلکہ کچھ میں تعداد ان سے بھی مختلف ذکر کی گئی ہے تو یہ واضح طور پر شاذ روایات ہیں، اور یہ سارے اعداد و شمار من گھڑت ہیں، ان روایات کی تفصیل درج ذیل ہے : ۔ ۔ ۔ "

ہ)؛ (28-31)۔

ہ : 31 میں آپ بیان کرتے ہیں کہ :
"ایسی تمام تاریخی روایات جن میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے نکاحوں کی خیالی تعداد بیان کی جاتی ہے وہ سب کی سب سند کے اعتبار سے ثابت ہی نہیں ہیں، اس لیے یہ روایات قابل اعتبار نہیں ہیں؛ کیونکہ ان کے بارے میں شبہات اور نکتہ چینی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ "

واللہ اعلم